تعلیمی پالیسی ... پنجاب حکومت ہوش کے ناخن لے!

قوموں کے عروج و زوال میں کلیدی کردار تعلیم کو حاصل ہے۔جن اقوام نے اس کا اہتمام کیا اور اپنے نونہالوں کو تعلیم سے آراستہ و براستہ کیا۔وہ مشکل سے مشکل حالات کا مقابلہ بڑی خندہ پیشانی سے کرتی رہی۔وہ تباہی و بربادی سے بچ گئی۔اوران کے لیے ترقی کے نئے دروازے کھل گئے۔لیکن جنہوں نے تعلیم کو اہمیت نہ دی۔اور محض رسمی کارروائیوں اور تشہیری مہموں پر وقت برباد کرتے رہے۔تاریخ میں ان کا نام نشان مٹ گیا۔اوران کی جگہ کوئی دوسری قوم نے لے لی۔

یوں تو قیام پاکستان کے بعد سے آج تک کوئی بھی مربوط تعلیمی پالیسی نہ بن سکی۔جو پاکستانی قوم میں وحدت پیدا کرتی۔ان کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرتی۔تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے ماہرین پیدا کرتی۔65 سالوں میں سینکڑوں مرتبہ پالیسیاں بنتی اور بدلتی رہی۔یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہر سال جو حکومت قومی تعلیمی پالیسی کا اعلان کرتی وہ پالیسی الفاظ کے ہیر پھیر سے زیادہ اہمیت نہ کرسکی۔جس کا صحیح اندازہ اس وقت ہوا جب گذشتہ سال انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی نے تعلیمی پالیسی پر ایک سیمینار منعقد کرایا۔اس موقعہ پر جو تعلیمی پالیسی کی کاپیاں تقسیم کی گئی۔باخبر لوگوں نے انکشاف کیا۔یہ تو وہی پالیسی ہے جو چند سال قبل محکمہ تعلیم نے شائع کی تھی۔ہوتا یہ ہے اس تعلیمی پالیسی کو مرتب کرنے اور شائع کرنے پر لاکھوں روپے سرکاری خزانے سے بٹور لیے جاتے ہیں۔جبکہ وہ سابقہ پالیسیوں میں تھوڑی بہت ردوبدل کے ساتھ دوبارہ شائع کردی جاتی ہیں۔

اب تو خیر سے اٹھارویں ترمیم کے بعد تعلیم کا وفاقی محکمہ ختم کردیا گیا۔حالانکہ یہ ملک وحدت کے خلاف ایک گہری سازش ہے ایک وطن ایک قوم کے لیے جو لوگ ایک نظام ونصاب تعلیم نہ دیں سکیں۔وہ قوم کی تعمیر کیا خاک کریں گے۔اب یہ کام صوبوں کے سپرد کردیا گیا۔ہر صوبہ اپنی مرضی سے تعلیمی پالیسی مرتب کرے گا۔ظاہر ہے ہر صوبہ نصاب تعلیم میں صوبائیت علاقیت کو بنیاد بنائے گا۔اس طرح وہ وحدت کیسے رہ سکے گی۔

دینی مدارس کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ کم ازکم تمام وفاق المدارس کا نصاب اپنے مکتبہ فکر کے مطابق پورے ملک بشمول کشمیر وبلتستان ایک ہے۔نظام ایک ہے۔

امتحانات ایک ہیں۔

لیکن یہ روشن خیال اور نام نہاد ماہرین تعلیم کا عالم یہ ہے کہ پوری قوم کو تعلیمی طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ پاکستان غالباً واحد ملک میں جس میں بیک وقت کئی نظام تعلیم موجود ہیں ادر ہر سکول اپنی مرضی کا نصاب پڑھا رہے ہیں۔ اس آفت پر پنجاب حکومت کی تازہ تعلیمی پالیسی بجلی بن کر گری۔ اور ایک نئی مشکل کھڑی کر دی گئی۔

میاں شہباز شریف نے اپنے آخری دنوں میں بنیادی تبدیلیاں یہ کیں کہ نصاب تعلیم سے اسلامیات اور خلفاء راشدین امہات المؤمنین کے اسباق خارج کیے۔ بلکہ علامہ اقبال اور دیگر ممتاز شعراء کے کلام کو خیر باد کہا شور اٹھنے پر اگرچہ انہیں دوبارہ نصاب میں شامل کرنے کا حکم دیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر اس کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ وہ کون سے دماغ ہیں۔ ایسی شیطانی پالیسی بناتے ہیں اور جن کی سرپرستی میاں شہباز شریف کرتے ہیں۔ حال ہی میں ایک بات منظر عام پر آئی ہے۔ کہ تعلیمی پالیسی کے لیے دو غیر ملکی مشیر بھی موجود تھے۔ جن میں سے ایک مائیکل اور دوسرے ریمنڈ ہیں جن کا پاکستان یا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اب تک اس کی تردید نہیں ہوئی اس پر افسوس ناک مسئلہ یہ ہے کہ تمام سرکاری سکولوں میں ذریعہ تدریس انگلش کر دیا گیا ہے۔ حتی کہ مطالعہ پاکستان کو بھی انگریزی میں تبدیل کر دیا گیا ہے ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ تعلیمی پالیسی بنانے والے نے کن حقائق کو مدنظر رکھا؟ کیا یہ انگریزی زبان کی حدمت کے لیے کیا گیا؟

یا پنجابی قوم کو تعلیم سے محروم رکھنے کی گہری سازش؟

بلا شبہ یہ پنجابیوں کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے۔ تمام سرکاری سکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ اور معلمات خود اردو میڈیم سے پڑھ کر یہاں پہنچی ہیں وہ کیسے انگریزی میڈیم پڑھا سکیں گی میں نے ذاتی طور پر اس کا مشاہدہ کیا ہے اور ان اساتذہ اور معلمات کو سر پیٹتے دیکھا ہے۔ اور ایسی پالیسی بنانے والوں پر لعنت ملامت کرتے سنا۔ کیونکہ وطن میں شرح خواندگی پہلے ہی شرمندگی کی حد تک کم ہے لوگ بچوں کو سکول نہیں بھیجتے جو آتے ہیں۔ ان کی اکثریت پرائمری اور مڈل کے بعد سکول چھوڑ جاتی ہے ان میں بھی استعداد بہت کم ہوتی ہے اگر ان کو انگریزی پر لگا دیا گیا تو وہ کیا کریں گے۔ باعث شرم بات ہے کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔ کے مصداق پنجاب حکومت بہت بڑی غلطی کر رہی ہے۔

اس پالیسی کے نتائج چند سال بعد سامنے آئیں گے...... جب طلبہ اور طالبات میں وہ استعداد پیدا نہ ہوگی۔ جو خود ان کی زبان میں پڑھانے سے آسکتی ہے۔

دنیا کے ممتاز ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ بہترین ذریعہ تعلیم مادری زبان ہے۔ بچہ اپنی ماں کی گود سے سیکھ کر آتا ہے۔ اگر اسے ایسی زبان میں پڑھایا جائے۔ تو بات کو سمجھنے اور اس کی تعبیر کرنے میں وہ بہترین نتیجہ دے سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ زندہ قومیں کبھی بھی اغیار کی زبانوں میں تعلیم نہیں رہتیں۔ مثلاً جاپان 'چین' ترکی ایران عرب ممالک ملائشیاء انڈونیشیا وغیرہ یہاں قومی زبان میں تعلیم کا اہتمام موجود ہے۔ حتی کہ اگر ان کے تعلیمی اداروں میں دوسرے ممالک کے طلبہ بھی سکالرشپ میں داخلہ لیں۔ تو پہلے چھ ماہ یا ایک سال ان کی زبان سیکھتے پھر تعلیم کا آغاز کرتے ہیں جس کا مشاہدہ ترکی' ایران' مصر' سعودی عرب میں کر چکا ہوں۔

مگر افسوس پنجاب حکومت کے نام نہاد ماہرین تعلیم اور دانشوروں پر جنہوں نے محض اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اتنا بڑا اقدم اٹھا اپنی قوم کو برباد کر کے رکھ دیا۔

یہ ایک فرسودہ اور نا قابل عمل سوچ ہے جس سے فوری رجوع کرنے کی ضرورت ہے اور پورے پنجاب میں ذریعہ تدریس اردو ہونا چاہیے کسی زبان کو سیکھنا ممنوع نہیں لیکن اسے اظہار کا ذریعہ بنانا ہرگز قابل فخر نہیں وطن اور اسلام دشمن لوگوں نے پہلے عربی زبان کے خلاف سازش کی اور اسے نصاب سے خارج کیا۔ اور اب اردو کو بھی خیر باد کہہ دیا گیا۔

ہمیں دکھ اور افسوس یہ ہے کہ سب کچھ مسلم لیگ کی حکومت میں ہوتا رہا۔ جس کا منشور اسلام سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ اسلام کے نام پر ووٹ مانگتے ہیں۔ مگر انہیں ذرا شرم نہیں۔ اسی طرح وہ دانشور اور کالم نگار جو دن رات مسلم لیگ (نواز کے گیت گاتے ہیں۔ یہ حادثہ ان کی نظر نہیں گزرا۔ انہیں معلوم نہیں۔ اس کے کیا خطرناک نتائج نکلیں گے۔)

اس لیے ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ پالیسی قوم دشمنی کے سوا کچھ نہیں۔ انگریزی پڑھنے سے ہرگز ہرگز انقلاب نہ آئے گا۔ بلکہ اس کے لیے ازحد ضروری ہے۔

قوم کو ان کی زبان میں شعور آگاہی دی جائے۔ تب ذہنی اور فکری تبدیلی آسکتی ہے۔ ایسی پالیسی بنانے والے اہل کار نہ تو محب وطن اور نہ ہی قومی خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہیں یہ بیرونی امداد کے